اسلامیات

برائے جماعت دہم

برائے:

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
باب اوّل ...... القرآن الکریم	
منتخب قرآنی آیات (۱۱ تا ۲۰) (ترجمہ وتشریح)	5
باب دوئم ...... الحدیث	
احادیث (۱۱ تا ۲۵)	17
باب سوئم ...... موضوعاتی مطالعہ	
(الف) ایمانیات اور عبادات	
۱۔ عبادات کا معنی ومفہوم، اہمیت وافادیت	29
۲۔ جہاد: تعارف، اقسام اور اہمیت	33
(ب) سیرتِ طیبہ/اسوۂ حسنہ	
۱۔ خصائل وشمائل نبوی ﷺ	39
۲۔ مناقب اہل بیت اور صحابہ کرامؓ اور	44
عشرہ مبشرہ کرامؓ کا اجمالی تعارف	51
(ج) اخلاق وآداب	
۱۔ احترامِ انسانیت	56
۲۔ سلام کے آداب	60
۳۔ عفت وحیاء	64
باب چہارم...... ہدایت کے سرچشمے/مشاہیر اسلام	
۱۔ جابر بن حیان	67
۲۔ موسیٰ بن نصیر	70

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

باب اوّل

القرآن الکریم۔ منتخب قرآنی آیات

(ترجمہ وتشریح)

آیت نمبر......۱۱: (سورۃ النساء۔۴:۱۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

إِنَّ	الَّذِيْنَ	يَأْكُلُوْنَ	أَمْوَالَ	الْيَتٰمٰى	ظُلْمًا	إِنَّمَا	يَأْكُلُوْنَ	فِيْ	بُطُوْنِهِمْ
بیشک	جو لوگ	کھاتے ہیں	مال	یتیموں	ظلم سے	اس کے سوا کچھ نہیں	وہ بھر رہے ہیں	میں	اپنے پیٹ

بے شک جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، اور کچھ نہیں بس وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے

نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰

نَارًا	وَسَيَصْلَوْنَ	سَعِيْرًا
آگ	اور عنقریب داخل ہوں گے	آگ (دوزخ)

ہیں، اور عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔

تشریح:......آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے جو یتیموں کے مال پر نظر رکھتے ہیں اور موقع ملتے ہی اس پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ یتیموں کے والی اور سرپرست بھی ہو سکتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی۔ انھیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ یتیموں کے مال کو ہڑپ کر جانا جہنم کی آگ کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے مترادف ہے۔ ایسے لوگ اللہ کے نگاہ میں انتہائی گنہگار اور بددیانت ہیں اور سزا کے طور پر انھیں دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا۔

آیت نمبر......۱۲: (سورۃ النساء۔۴:۳۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

وَاعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُشْرِكُوْا	بِهٖ	شَيْئًا	وَ	بِالْوَالِدَيْنِ	إِحْسَانًا	وَ	بِذِي الْقُرْبٰى
اور تم عبادت کرو	اللہ	اور نہ شریک کرو	اس کے ساتھ	کچھ، کسی کو	اور	ماں باپ سے	اچھا سلوک	اور	قرابت داروں سے

اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو کسی کو، اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے،

وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ

وَالْيَتٰمٰى	وَ	الْمَسٰكِيْنِ	وَالْجَارِ	ذِى الْقُرْبٰى	وَالْجَارِ	الْجُنُبِ	وَالصَّاحِبِ + بِالْجَنْۢبِ
اور یتیم (جمع)	اور	محتاج (جمع)	اور ہمسایہ	قرابت والے	اور ہمسایہ	اجنبی	اور پاس بیٹھنے والے (ہم مجلس)

اور یتیموں اور محتاجوں سے اور قرابت والے ہمسایہ سے، اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس بیٹھنے والے (ہم مجلس) سے'

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴿۳۶﴾

وَ	ابْنِ السَّبِيْلِ	وَمَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	مَنْ	كَانَ	مُخْتَالًا	فَخُوْرًا
اور	مسافر	اور جو	تمہاری ملک (کنیز۔غلام)	بیشک اللہ	دوست نہیں رکھتا	جو	ہو	اترانے والا	بڑ مارنے والا

اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملک ہوں (کنیز۔غلام)، بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو،

تشریح :.......آیتِ مبارکہ میں اللہ کے بندوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایک خدا پر سچے اور پکے دل سے ایمان لائیں۔ اسے وحدہٗ لاشریک سمجھیں۔ اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کی بات کی گئی ہے اور حقوق العباد میں سب سے اہم حقوق والدین کے ہوتے ہیں لہٰذا کہا گیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرو۔ انھیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔ ان کا ادب و احترام کرو۔ پھر رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کے متعلق کہا گیا کہ ان کے حقوق کا خیال رکھو۔ جتنا ممکن ہو سکے ان کی مدد کرو۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ مجبور اور بے سہارا لوگوں کو تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ چاہے وہ رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں ان کے ساتھ بہ حیثیت پڑوسی کے اچھا برتاؤ کیا جائے۔ ان کی مدد کی جائے۔ غم و خوشی میں شریک ہو جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے انھیں اذیت اور تکلیف پہنچے۔

پہلو کے ساتھی سے مراد رفیقِ سفر، شریکِ حیات (بیوی) اور وہ شخص ہے جو فائدے کی امید پر کسی کی قربت کو اختیار کرتا ہے۔ ان کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک برتا جائے۔

لونڈی اور غلاموں (جو قبضے میں ہوں) کی طرح گھر، دکان، کارخانوں اور دفتروں کے ملازم اور نوکر چاکر کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ آیت کے آخری حصے میں تکبر اور غرور کی خاص مذمت کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور جن جن لوگوں سے حسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے اس پر عمل وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل کبر سے خالی ہوگا۔ متکبر اور مغرور شخص صحیح معنوں میں نہ تو حقوق اللہ کی ادائیگی کر سکتا ہے اور نہ ہی بندوں کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ فخر و غرور اور تکبر اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے بلکہ ایک حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر بھی غرور ہوگا''۔

پس ہمیں چاہیے کہ غرور و تکبر سے بچتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی احسن طریقے سے کرتے چلے جائیں۔

آیت نمبر......۱۳: (سورۃ المائدہ۔۵:۳۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

مِنْ	اَجْلِ	ذٰلِكَ	كَتَبْنَا	عَلٰى	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اَنَّهٗ	مَنْ قَتَلَ	نَفْسًۢا	بِغَيْرِ نَفْسٍ	اَوْ فَسَادٍ
سے	وجہ	اس	ہم نے لکھ دیا	پر	بنی اسرائیل	کہ جو جس	کوئی قتل کرے	کوئی جان	کسی جان کے بغیر	یا فساد کرنا

اس وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی ایک جان کو کسی جان کے (بدلے کے) بغیر یا ملک میں فساد کرنے کے

فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَ

فِي الْاَرْضِ	فَكَاَنَّمَا	قَتَلَ	النَّاسَ	جَمِيْعًا	وَمَنْ	اَحْيَاهَا	فَكَاَنَّمَا	اَحْيَا	النَّاسَ	جَمِيْعًا	وَ
زمین (ملک) میں	تو گویا	اس نے قتل کیا	لوگ	تمام	اور جو جس	اسکو زندہ رکھا	تو گویا	اس نے زندہ رکھا	لوگ	تمام	اور

کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے قتل کیا تمام لوگوں کو، اور جس نے (کسی ایک کو) زندہ رکھا (بچایا) تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ رکھا (بچا لیا) اور ان کے

لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

لَقَدْ جَآءَتْهُمْ	رُسُلُنَا	بِالْبَيِّنٰتِ	ثُمَّ	اِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنْهُمْ	بَعْدَ ذٰلِكَ	فِي الْاَرْضِ	لَمُسْرِفُوْنَ
ان کے پاس آ چکے	ہمارے رسول	روشن دلائل کے ساتھ	پھر	بیشک	اکثر	ان میں سے	اس کے بعد	زمین (ملک) میں	حد سے بڑھنے والے

ان کے پاس آ چکے ہمارے رسول روشن دلائل کے ساتھ، پھر اس کے بعد ان میں سے اکثر ملک میں حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔

تعارف:......مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ قرآنِ مجید کی پانچویں سورت سورۃ المائدہ کی ۳۲ ویں آیت ہے۔ سورۃ المائدہ مدنی سورت ہے۔ اس میں ۱۲۰ آیات اور ۱۶ رکوع ہیں۔

تشریح:......اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کی حرمت کو بیان فرمایا ہے کہ کسی انسان کا قتلِ ناحق پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کی قدر و قیمت کو واضح کرنے کے لیے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل فرمایا کہ وہ ناحق کسی کو قتل نہ کریں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ کے ہاں انسانی خون کی کتنی اہمیت اور تکریم ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لینا بے حد ضروری ہے کہ یہ اصول صرف بنی اسرائیل ہی کے لیے نہیں تھا۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق بھی یہ اصول ہمیشہ کے لیے ہے۔ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نوعِ انسانی کی زندگی کی بقاء اس بات پر انحصار کرتی ہے کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسان کی جان کا احترام موجود ہو اور ہر کوئی ایک دوسرے کی زندگی کی بقاء اور تحفظ کے لیے مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اپنے اس عمل سے یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام اور ہمدردی سے خالی ہے لہٰذا وہ پوری کی پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قائم رہنے میں مددگار بنتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقاء کا انحصار ہے۔

آیت نمبر......۱۴: (سورۃ المائدہ۔۵:۳۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا

اِنَّمَا	جَزٰٓؤُا	الَّذِیۡنَ	یُحَارِبُوۡنَ	اللّٰہَ	وَ رَسُوۡلَہٗ	وَ	یَسۡعَوۡنَ	فِی الۡاَرۡضِ	فَسَادًا
یہی	سزا	جو لوگ	جنگ کرتے ہیں	اللہ	اور اس کا رسولؐ	اور	سعی کرتے ہیں	زمین (ملک) میں	فساد کرنے

یہی سزا ہے (اُن کی) جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور سعی کرتے ہیں ملک میں فساد بپا کرنے

اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا

اَنۡ یُّقَتَّلُوۡا	اَوۡ	یُصَلَّبُوۡا	اَوۡ	تُقَطَّعَ	اَیۡدِیۡہِمۡ	وَ اَرۡجُلُہُمۡ	مِّنۡ	خِلَافٍ	اَوۡ یُنۡفَوۡا
کہ وہ قتل کیے جائیں	یا	وہ سُولی دیئے جائیں	یا	کاٹے جائیں	ان کے ہاتھ	اور ان کے پاؤں	سے	ایک دوسرے کے مخالف سے	یا ملک بدر کر دیے جائیں

کی کہ وہ قتل کیے جائیں یا سُولی دیئے جائیں، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں مخالف جانب سے (ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا

مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۳۳﴾

مِنَ الۡاَرۡضِ	ذٰلِکَ	لَہُمۡ	خِزۡیٌ	فِی الدُّنۡیَا	وَ لَہُمۡ	فِی الۡاٰخِرَۃِ	عَذَابٌ	عَظِیۡمٌ
ملک سے	یہ	ان کے لئے	رسوائی	دنیا میں	اور ان کے لئے	آخرت میں	عذاب	بڑا

پاؤں)، یا ملک بدر کر دیئے جائیں، یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

تشریح :......آیتِ مبارکہ میں ''زمین'' سے مراد وہ جگہ (ملک' ریاست' علاقہ) ہے جہاں اسلامی حکومت قائم ہو اور جس میں امن و امان قائم کرنے کی ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہو۔ خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کا مطلب اس نظامِ صالح کے خلاف جنگ کرنا ہے جو اسلامی حکومت نے ملک میں قائم کر رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دنیا میں اس لیے بھیجا کہ وہ ایک ایسا صالح نظام قائم فرمائے جو پوری انسانیت کے لیے نافع ہو جو ملک میں امن و امان کو قائم کرے۔ ایسا نظام ترتیب دے کہ جس سے ہر شخص کو اس کا پورا پورا حق ملے۔ اگر اس نظام کو کوئی بگاڑے چاہے وہ ایک انسان ہو یا کوئی گروہ اور جماعت تو اس کے متعلق احکامات دیئے گئے ہیں کہ ایسے افراد کو قتل کر کے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ یا انھیں دوسرے لوگوں کے لیے عبرت بنانے کی غرض سے سرِ عام پھانسیاں دی جائیں۔ یا ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں۔ ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں۔ اگر دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا ہے وہاں بایاں پاؤں بھی کاٹا جائے گا یعنی داہنے ہاتھ کے ساتھ بایاں پاؤں بھی کاٹ دیا جائے تاکہ ایسے لوگ معاشرے میں نشانِ عبرت بن کر رہیں یا پھر انھیں اس سرزمین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دیا جائے۔ ان سزاؤں کا مقصد صرف یہی ہے کہ ایک صالح معاشرے کو بگڑنے سے بچایا جاسکے۔

آیت کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ یہ سزائیں تو انھیں دنیا ہی میں ملیں گی مگر ان کا گناہ اتنا بڑا اور سنگین ہے کہ انھیں اس کا جواب روزِ قیامت میں بھی خدا کو دینا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ایسے مفسد انسانوں کے لیے آخرت میں بھی بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ مفسدین اس عذاب سے کبھی نہیں بچ سکیں گے۔

آیت نمبر......۱۵: (سورۃ المائدہ۔۵:۳۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾

اِلَّا	الَّذِيْنَ تَابُوْا	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَقْدِرُوْا	عَلَيْهِمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
مگر	وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی	اس سے پہلے	کہ	تم قابو پاؤ	اُن پر	تو جان لو	کہ	اللہ	بخشنے والا	مہربان

مگر وہ لوگ جنہوں نے اس سے پہلے توبہ کر لی کہ تم قابو پاؤ اُن پر، تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح :......آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اس پس منظر میں بیان فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور اس نظامِ صالح کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہیں جسے اللہ کے رسول نے اللہ کی مرضی سے قائم فرمایا ہے۔ وہ اگر گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلیں اور اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ وہ آئندہ ایسا کام ہرگز نہ کریں گے اور اسلامی حکومت کی اطاعت کا اعلان کردیں تو پھر چاہیے کہ انھیں معاف کر دیا جائے اور مذکورہ سزائیں نہ دی جائیں۔

آیت کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی معاف کرنے والی اور رحم کرنے والی صفات کا خصوصی ذکر اس لیے فرمایا ہے کہ اسلامی حکومت کے کارندے اور کرتا دھرتا انھی صفات کو اختیار کرتے ہوئے سچے دل سے توبہ کرنے والوں کو معاف کردیں اور ان پر دست درازی نہ کریں کیونکہ ان کا ربّ سب سے زیادہ طاقتور اور بااختیار ہونے کے باوجود بھی لوگوں کو ان کی غلطیوں پر معاف کرتا ہے اور انھیں سدھرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ تو انھیں بھی چاہیے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔

آیت نمبر......۱۶: (سورۃ التوبہ۔۹:۲۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ

قُلْ	اِنْ	كَانَ	اٰبَآؤُكُمْ	وَاَبْنَآؤُكُمْ	وَاِخْوَانُكُمْ	وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ	وَاَمْوَالُ
کہدیں	اگر	ہوں	تمہارے باپ دادا	اور تمہارے بیٹے	اور تمہارے بھائی	اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے	اور مال (جمع)

اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے، اور مال جو تم نے کمائے،

اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اقْتَرَفْتُمُوْهَا	وَتِجَارَةٌ	تَخْشَوْنَ	كَسَادَهَا	وَمَسٰكِنُ	تَرْضَوْنَهَآ	اَحَبَّ	اِلَيْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ
جو تم نے کمائے	اور تجارت	تم ڈرتے ہو	اس کا نقصان	اور حویلیاں	جو تم پسند کرتے ہو	زیادہ پیاری	تمہارے لئے (تمہیں)	اللہ سے	اور اس کا رسولؐ

اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو، اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

وَجِهَادٍ	فِيْ سَبِيْلِهٖ	فَتَرَبَّصُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ	الْفٰسِقِيْنَ
اور جہاد	اس کی راہ میں	انتظار کرو	یہانتک کہ	آجائے	اللہ	اس کا حکم	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	لوگ	نافرمان

اسکی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تعارف :.......مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ قرآن مجید کی نویں سورت سورۃ التوبہ کی ۲۴ ویں آیت ہے۔سورۃ التوبہ مدنی سورت ہے۔اس میں ۱۲۹ آیات اور ۱۶ رکوعات ہیں۔

تشریح :.......آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باپ، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں اور عزیز واقارب سے محبت ایک فطری جذبہ ہے۔انسان دن رات کی تگ و دو اور محنت سے جو کچھ کماتا ہے وہ سب کچھ اسے بہت عزیز ہوتا ہے۔دنیا کا ہر انسان اپنے پیشے اور کام جس سے اس کی روزی وابستہ ہوتی ہے اس سے محبت کرتا ہے۔اپنے اور اپنے بچوں کے لیے گھر بناتا ہے جو اس کے لیے جنت کی طرح ہوتا ہے۔ جسے وہ بہت عزیز رکھتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اپنی اپنی جگہ بے حد ضروری ہیں اور ان سے محبت بھی فطری اور طبعی ہے جو بری بات ہرگز نہیں ہے۔ہاں اگر ان رشتوں اور چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے زیادہ ہو جائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے میں مانع ہو جائے تو پھر یہ بات اللہ کو سخت ناپسند ہے۔احادیث میں نبی ﷺ نے بھی اس مضمون کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے مثلاً ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا ''یا رسول اللہ مجھے آپ اپنے نفس کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں''۔آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تک میں مومن کو اس کے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک وہ مومن نہیں''۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا ''خدا کی قسم اب آپ ﷺ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں''۔آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عمر اب تم مومن ہو''۔

رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ قِيَامِهٖ۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

اسی طرح جہاد کی اہمیت کو آپ ﷺ نے ان لفظوں میں ارشاد فرمایا ''(اللہ کے راستے میں) ایک دن اور ایک رات پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور نفلی عبادات سے بہتر عبادت ہے''۔

پس ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے بڑھ کر کسی رشتے اور کسی اور چیز سے محبت نہیں کرنی ہے۔یہی ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے ہمہ تن تیار رہنا ہے۔

آیت نمبر.......۱۷: (سورۃ التوبہ۔۹:۳۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

هُوَ	الَّذِیْٓ	اَرْسَلَ	رَسُوْلَهٗ	بِالْهُدٰی	وَ	دِیْنِ الْحَقِّ	لِيُظْهِرَهٗ	عَلَى	الدِّیْنِ	كُلِّهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُشْرِكُوْنَ
وہ	وہ جس نے	بھیجا	اپنا رسول	ہدایت کے ساتھ	اور	دینِ حق	تاکہ اسے غلبہ دے	پر	دین	تمام بھر	خواہ	پسند نہ کریں	مشرک (جمع)

وہ جس نے اپنا رسولؐ بھیجا ہدایت کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ، تاکہ اسے تمام دینوں پر غلبہ دے، خواہ مشرک پسند نہ کریں۔

تشریح:...... اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقصد کو بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ جس ہدایت اور دینِ برحق کو اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں وہ حقیقی اور سچا دین ہے اور آپ ﷺ نے اس دین کو دنیا میں موجود تمام مذاہب پر غالب کرنا ہے اور چونکہ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین برحق ہے تو وہ خود بخود دنیا کے ہر مذہب پر چھا جائے گا۔ اسے نہ ماننے والے اپنی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی روک نہ پائیں گے کیونکہ حق آ کر رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے کیونکہ باطل ہوتا ہی مٹنے کے لیے ہے۔

آیت نمبر......۱۸: (سورۃ الحج۔۲۲:۳۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْاؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾

اُذِنَ	لِلَّذِيْنَ	يُقٰتَلُوْنَ	بِاَنَّهُمْ	ظُلِمُوْا	وَاِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى نَصْرِهِمْ	لَقَدِيْرُ
اذن دیا گیا	ان لوگوں کو	جن سے لڑتے ہیں	کیونکہ وہ	ان پر ظلم کیا گیا	اور بیشک	اللہ	ان کی مدد پر	ضرور قدرت رکھتا ہے

ان لوگوں کو اذن (جہاد) دیا گیا کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، اور بیشک اللہ ان کی مدد پر ضرور قدرت رکھتا ہے۔

تعارف:......مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ قرآنِ مجید کی ۲۲ ویں سورت سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۹ ہے۔ سورۃ الحج مدنی سورت ہے۔ اس میں ۷۸ آیات اور ۱۰ رکوع ہیں۔

تشریح:......مفسرین کے مطابق یہ وہ آیت ہے جس میں سب سے پہلے اہلِ ایمان کو جہاد کی اجازت دی گئی۔ آیتِ مبارکہ میں اس بات کی بھی وضاحت موجود ہے کہ یہ اجازت مظلومیت کے خاتمے کے لیے دی گئی تھی کیونکہ یہ سچ ہے کہ اگر مظلوموں کی مدد اور ان کی داد رسی نہ کی جائے تو پھر دنیا میں زور آور کمزوروں کو اور باوسائل بے وسیلہ لوگوں کو جینے ہی نہ دیں۔ جس سے زمین فساد سے بھر جائے۔ تاریخِ اسلام کے مطالعہ سے یہ بات اچھے طریقے سے واضح ہو جاتی ہے کہ جب مشرکین اور کفار اور ان کے ساتھی (یہود و نصاریٰ) نے مل کر ظلم اور زیادتی کی انتہا کر دی اور مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد بھی تنگ کرنا نہ چھوڑا تب اللہ نے آنحضرت ﷺ کو ان ظالموں کے خلاف لڑنے کی اجازت دے دی۔ تاکہ اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھینک دیا جائے۔

ساتھ ہی ساتھ آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ڈھارس بھی بندھائی ہے کہ بے شک تم تعداد میں تھوڑے ہو جبکہ تمہارے مقابلے میں کفار مشرکین اور ان کے ساتھی کئی گنا زیادہ ہیں مگر تم پریشان ہرگز مت ہونا تمہارا اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ اس بات پر اختیار رکھتا ہے کہ کم تعداد والوں کو زیادہ تعداد والوں پر غالب کر دے۔ اور تمہارا دشمن صرف تمہارا دشمن ہی نہیں ہے بلکہ وہ ظالم تو اللہ کے دشمن ہیں اور اللہ اپنے مخالفوں سے نمٹنا خوب جانتا ہے۔ پس جن کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے وہ کسی میدان میں پیچھے نہیں ہٹتے۔

آیت نمبر......۱۹: (سورۃ الحج۔۲۲:۴۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

الَّذِيْنَ	اُخْرِجُوْا	مِنْ	دِيَارِهِمْ	بِغَيْرِ حَقٍّ	اِلَّا	اَنْ	يَّقُوْلُوْا	رَبُّنَا اللّٰهُ	وَلَوْ	لَا دَفْعُ	اللّٰهِ	النَّاسَ
جو لوگ	نکالے گئے	سے	اپنے گھر (جمع) شہروں	نا حق	مگر (صرف)	یہ کہ	وہ کہتے ہیں	ہمارا رب اللہ	اور اگر	دفع نہ کرتا	اللہ	لوگ

لوگ نکالے گئے اپنے شہروں سے ناحق، صرف (اس بنا پر) کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے، اور اگر اللہ دفع نہ کرتا لوگوں کو

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لَّهُدِّمَتْ	صَوَامِعُ	وَبِيَعٌ	وَصَلَوٰتٌ	وَمَسٰجِدُ	يُذْكَرُ	فِيْهَا
اُن کے بعض (ایک کو)	بعض سے (دوسرے)	تو ڈھا دیئے جاتے	صومعے	اور گرجے	اور عبادت خانے	اور مسجدیں	ذکر کیا جاتا (لیا جاتا ہے)	ان میں

ایک کو دوسرے سے، تو صومعے (راہبوں کے خلوت خانے)، اور (نصاریٰ کے) گرجے اور (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں ڈھا دی جاتیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا

اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾

اسْمُ اللّٰهِ	كَثِيْرًا	وَلَيَنْصُرَنَّ	اللّٰهُ	مَنْ	يَّنْصُرُهٗ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَقَوِيٌّ	عَزِيْزٌ
اللہ کا نام	بہت۔ بکثرت	اور البتہ ضرور مدد کرے گا	اللہ	جو	اس کی مدد کرتا ہے	بیشک	اللہ	طاقت والا (توانا)	غالب

ہے، اور البتہ اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا، جو اس کی مدد کرتا ہے، بیشک اللہ توانا، غالب ہے۔

تشریح:......آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کا ذکر کر رہے ہیں جنھیں کفارِ مکہ نے ان کے گھروں سے نکال دیا اور ظلم وستم کی یہ انتہا کر دی کہ وہ بیچارے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ان ظالموں کے ہاتھوں انھیں اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اپنے گھر بار اور کام دھندوں سے ہاتھ دھونے پڑے صرف اس لیے کہ وہ ایک خدائے واحد پر ایمان لے آئے تھے۔ انہوں نے شرک اور بت پرستی کو ترک کر دیا تھا۔ اب وہ جاہلوں کے راستے پر چلنا نہیں چاہتے تھے۔ اس بات کی انھیں یہ سزا دی گئی کہ انھیں بے وطن کر دیا گیا۔ آگے مزید فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ذریعے ہی سے ہٹاتا اور دفع کرتا ہے۔ ورنہ اگر کسی گروہ، جماعت یا قوم قبیلے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اقتدار اور اختیار مل جائے تو وہ طاقت اور اختیار کے نشے میں دوسرے انسانوں کا جینا ہی دوبھر کر دے، سارے نظام پلٹ کر رکھ دے، ہر کسی سے بے خوف ہو جائے اور طاقت کے نشے میں اس حد تک بڑھ جائے کہ عبادت گاہیں بھی اس کے شر سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں بھی بیان فرمایا ہے۔

''اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ ہٹاتا رہتا تو زمین میں فساد مچ جاتا۔ مگر اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے''۔ (سورۃ البقرۃ۔۲۵)

اللہ نے اپنے ایسے مددگاروں کے لیے بڑی کامیابیاں رکھی ہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر اختیار رکھتا ہے۔

آیت نمبر......۲۰: (سورۃ الحج۔۲۲:۴۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

اَلَّذِيْنَ	اِنْ	مَكَّنّٰهُمْ	فِي الْاَرْضِ	اَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	وَاَمَرُوْا	بِالْمَعْرُوْفِ
وہ لوگ جو	اگر	ہم دسترس دیں انہیں	زمین (ملک) میں	وہ قائم کریں	نماز	اور	ادا کریں	زکوٰۃ	اور حکم دیں	نیک کاموں کا

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں ملک میں دسترس (اختیار) دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برائی سے

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

وَنَهَوْا	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَلِلّٰهِ	عَاقِبَةُ	الْاُمُوْرِ
اور وہ روکیں	برائی سے	اور اللہ کیلئے	انجام کار	تمام کام

روکیں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے لئے ہے۔

تشریح :......آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مددگاروں کے متعلق فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں میں یہ صفات اور خصوصیات ہوتی ہیں کہ اگر دنیا میں انھیں حکومت اور اقتدار بخشا جائے تو ان کا ذاتی کردار فسق و فجور اور کبر و غرور کے بجائے نمازوں کا قائم کرنا ہوتا ہے۔ ان کی دولت عیاشیوں اور نفس پرستی کے بجائے زکوٰۃ ادا کرنے میں خرچ ہوتی ہے اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ غریبوں پر اپنا مال خرچ کریں۔ ان کا نفس لالچ اور طمع سے خالی ہوتا ہے۔ وہ دولت کو سمیٹنے اور جمع کرنے کے بجائے کھلے دل سے اللہ کے راستے پر خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ ایسے متقی اور نیک لوگ ہوتے ہیں کہ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی حکومت نیکی کے فروغ کے لیے کوشاں رہتی ہے اور وہ نہ صرف خود برائیوں سے بچتے ہیں بلکہ اپنی قوت اور اختیار استعمال کرتے ہوئے برائیوں کا خاتمہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ ہر طرح سے لوگوں کو برائیوں سے محفوظ رہنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔

آیت کے آخری حصے میں اس بات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کائنات میں ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا ہے یعنی وہ جسے چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے۔

مشق

1۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنی کاپیوں پر تحریر کریں۔

i) قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے والوں اور زمین میں فساد برپا کرنے والوں کے متعلق کیا احکامات دیئے گئے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

ii) ایک انسان کے قتلِ ناحق کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔ کیوں؟

iii) ایک سچے مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کرنی چاہیے۔ اس بات کی وضاحت سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۴ سے کریں۔

iv) انسانوں کا باہمی مدافعت کا تصور سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۰ سے پیش کریں۔

v) اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج کی آیت نمبر ۴۱ میں اسلامی حکومت کے کیا کیا مقاصد اور اہداف بیان کیے ہیں۔ اپنے لفظوں میں وضاحت کریں۔

2۔ خالی جگہ پُر کریں۔

i) اور تم سب اللہ کی .... کرو اور اس کے ساتھ کسی کو .... نہ ٹھہراؤ۔

ii) وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں .... کے ایک دانے کے برابر بھی .... ہوگا۔

iii) اللہ نافرمان لوگوں کو .... نہیں دیتا۔

iv) تمام کاموں کا انجام .... ہی کے لئے ہے۔

v) جان لو کہ اللہ .... والا مہربان ہے۔

3۔ درست اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں۔

i) حقوق العباد میں سب سے بڑا حق ہمسایوں کا ہے۔ ☐

ii) دینِ اسلام غرور و تکبر کی مذمت کرتا ہے۔ ☐

iii) دینِ اسلام میں انسانی جان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ☐

iv) جس انسان کا دل حیاتِ انسان کے احترام سے خالی ہے وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ ☐

v) سچے دل سے توبہ کرنے والوں کو بھی معاف نہیں کرنا چاہیے۔ ☐

vi) ”ایک دن اور ایک رات جہاد میں بسر کرنا ایک سال کے روزے اور نوافل عبادات سے بہتر عبادت ہے“۔ ☐

vii) آنحضرت ﷺ اس دنیا میں اس لیے تشریف لائے تھے کہ وہ دینِ اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کر دیں۔ ☐

4۔ ذیل میں دیئے گئے جملے کس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟

i) ایسے لوگ اپنے پیٹ جہنم کی آگ سے بھر رہے ہیں۔

ii) یہ انسانوں کو توحید کی طرف بلاتے ہیں اور دین حق کو قائم کرنے اور شر کی جگہ خیر کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

(iii اقامتِ صلوٰۃ وزکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام۔

(iv یہ اللہ کی چہیتی قوم تھی۔

(v انھیں قتل کر دیا جائے، سولی پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلا وطن کر دیا جائے۔

5۔ ذیل میں پوچھے گئے سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

(i "جس نے ایک انسان کو بچایا اس نے گویا پوری انسانیت کو بچا لیا" اس ارشادِ پاک کی وضاحت کیجیے۔

(ii امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وضاحت کیجیے۔

(iii اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے خلاف جنگ کی اجازت کیوں دی تھی؟

(iv حق آ کر رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ وضاحت کریں۔

(v عشقِ رسول ﷺ کیوں ضروری ہے؟